سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: پندرہویں

رسالہ نمبر 8

(۱۳۰۷ھ)

دامان باغ سبحن السبوح

سبحٰن السبوح کے باغ کا دامن

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
دامان باغ سبحٰن السبوح
(سبحٰن السبوح کے باغ کا دامن ۱۳۰۷ھ)

مسئلہ ۷۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کی دیو بند کا پڑھا ہُوا ایک مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی جُھوٹا ہو سکتا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ آدمی جُھوٹ بول سکتا ہے تو اگر اللہ تعالٰی نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے اور خدا نہیں کر سکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پر قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے جن پر آدمی کو قدرت نہیں انسان کو اپنے کذب پر قدرت اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے، اور اس دلیل کو کہتا ہے کہ یہ ایسی قاطع دلیل ہے کہ جس کا جواب نہیں ہو سکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمائیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔ بیّنوا توجروا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ت)

الجواب:

سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت) اللہ عزوجل سلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ ان کے امام اسمٰعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت و گمراہی و بددینی ہے جس میں بلا مبالغہ ہزار ہا وجہ سے کفر لزومی ہے، جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے اگر ہم باتباع

جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے اور ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافروافی رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح عن کذب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیرہم وہابیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہو سکا نہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک ہوسکے،

حقت علیھم کلمۃ العذاب بما کذبوا ربھم وبما کانو یفسقون اولئك اصمھم اللہ واعمٰی ابصارھم فھم طغیانھم یعمھونo	عذاب کا قول ان پر ٹھیک اترا بسبب اس کے کہ انھوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹ منسوب کیا اور اس سبب سے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالٰی نے بہرہ کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا پس وُہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہتے ہیں (ت)

میں نے اس رسالے میں تیس ۳۰ نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالٰی کا کذب محال بالذات ہے اور یہ کہ اس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے۔ مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہوا گر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں، اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزّت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے، اگر وہ اللہ عزوجل جلالہ کے لئے ممکن ہوا تو وہ عیبی ناقص ملوث گندہی گھناؤنی نجاست سے آلودہ ہوسکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کرسکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اسکے رب کی امان، ادنٰی سمجھ وال یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کرے گا، پاکی ہے اسے جس کے سراپردہ عزت وجلال کے گرد کسی عیب و نقص کا گزر قطعاً محال بالذات ہے، جس کی عظمت و قدوسیت کو ہر لوث و آلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے:

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال [1]۔	یعنی جُھوٹ باجماعِ علماء محال ہے کہ وُہ بالاتفاق عقلاً عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جملہ اہلسنت کے عقد اجماعیہ میں فرماتے ہیں:

طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث و	اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث و

[1] شرح المقاصد المبحث االسادس فی انہ تعالٰی متکلم دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲ / ۱۰۴

الصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ و لایصح علیه الجھل ولا الکذب ولا النقص [2]۔	نو پیدا ہے، اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفاتِ قدیمہ سے موصوف ہے، نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے۔

دوم: یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہو تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جُھوٹ کہہ دی ہو، جب وُہ جُھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اس کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم وافسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرمادیا ہے کہ میرا سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرا لو تو سرے سے اس وعدہ وفرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جُھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذاللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت واسلام وملّت کسی کا اصلاً پتا نہیں لگا رہتا، جزاوسزا و جنت و نار، حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا،

تعالٰی اللہ عما یقولون الظلمون علوا کبیرا۔	اللہ تعالٰی بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں۔ (ت)

علّامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی فیه مفاسد لا تحصی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی، منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد' و بطلان ماعلیه الاجماع من القطع بخلود الکفار فی نار فمع صریح اخبار اللہ تعالٰی به، فجواز عدم وقوع مضمون ھٰذا الخبر محتمل ولما کان ھٰذا باطلا قطعا	اخبارِ الٰہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سر اٹھائیں گے جو پوشیدہ نہیں منجملہ ان کے معاد کے بارے میں فلاسفہ کا کلام، عناد پر مبنی بے دینوں کی جسارت اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات کا بطلان ہے باوجودیکہ اس بارے میں اللہ تعالٰی کی تصریح وارد ہے، چنانچہ اس خبر کے مضمون کے عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا، اور جب یہ قطعاً

---

[2] شرح المقاصد فصل ثالث مبحث ثامن دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۰

علم ان القول بجواز الکذب جی اخبار اللہ تعالٰی باطل قطعا[3] (ملتقطا)۔	باطل ہے تو معلوم ہُوا کہ اخبار الٰہیہ میں امکان کذب کا قول قطعاً باطل ہے (ملتقطا) (ت)

رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں، امام الوہابیہ کی اختراع خبیث ہے، **سبحٰن السبوح** میں اسکے ہذیانوں کی پوری خدمت گزاری کر دی ہے، یہاں چند حرف گزارش،

اوّلا: جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کر سکتا ہے، تو جائز ہُوا کہ اُن کا خدا زنا کرے، شراب پیئے، چوری کرے، بُتوں کو پُوجے، پیشاب کرے، پاخان پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈبائے، سرِ بازار بدمعاشوں کے ساتھ دھول چھکڑ لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کون سی ناپاکی، کون سی ذلت، کونسی خواری ہے جو ان کے خدا سے اُٹھ رہے گی۔

ثانیا: بے دین اس گھمنڈ میں ہیں کہ انھوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے کوئی عیب بالفعل تو اسے نہ لگایا، حالانکہ اوّل تو یہی ان کا گدھا پن ہے اُس جلیل جمیل سبوّح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط امکان عیب ہی خود بڑا بھاری ہے **فی سبحٰن السبوح واوضحناہ اللغواۃ مع مالہ من الواضوح** (جیسا کہ ہم نے اس کو سبحٰن السبوح میں بیان کیا اور گمراہوں کے لئے اس کی خوب وضاحت کی۔ت) خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں، میں وُہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بیشک انھوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا اور کتنا سخت سے سخت عیبی جانا بلکہ اس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی صاف صاف اس کی الوہیت ہی باطل کر دی، وجہ سُنئے جب ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے کہ اپنی ماں کی تواضع و خدمت کے لئے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے، اپنے باپ کی تعظیم وغلامی کے لئے اس کے جُوتے اپنے سرپر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم و تواضع و خدمت وغلامی پر قادر ہو ورنہ انسان کی قدرت جو اس کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کر سکا اور خدا سے نہیں ہو سکتا، اگر کہئے اسے اس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی کہ اس کے ماں باپ ہی نہیں تو اس میں اس زخم کا کیا علاج ہُوا، مطلب تو اتنا تھا کہا ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہو سکتا خواہ نہ ہو سکنے کی کوئی وجہ ہو، لاجرم تمھارے طور پر ضرور ہے کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وُہ بھی ایسی سعادت مندی کر سکے جیسی انسان کر رہا ہے، اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہو گا اور حادث خدا نہیں ہو سکتا، اس کا کوئی خالق ہو گا اور مخلوق خدا نہیں ہو سکتا، اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو

[3] شرح المقاصد المحث الثانی عشر دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲ / ۲۳۸

بالفعل عیبی مانتے اور سرے سے اس کی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو۔ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں اور پھر بھی اسے ان سعادتمندیوں پر قدرت ہو، کہو تو بتادیں، وہ یہ کہ وہابیہ کا خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے اور آواگون کے ہاتھوں کسی پُرش کے بھوگ سے کسی استری کے گربھ میں دوسرا جنم لے اپنے ان آئندہ ماں باپوں کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یُوں بھی گئی کہ جو مرسکا وُہ خدا کہاں !

ثالثاً: احمق بددین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ یکروزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے مگر دلیل وہ پیش کی جس نے امتناع بالغیر کو بھی صارف اڑادیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات نہ ممتنع بالغیر، بلکہ ہر روز و سب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اس کی قدرت آزاد ہوئی جس پر کوئی روک نہیں اور برابر کام دے رہی ہے، مگر خدا کی قدرت بستہ و مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے تو یوں کیا انسانی قدرت اس کی قدرت سے فائق نہ رہی باعتبار مقدورات کمّاً نہ سہی تو باعتبار نفاذ کیفاً سہی، ناچار تمھیں ضرور ہے کہ امتناع بالغیر بھی نہ مانو کہ انسانی قدرت سے شرمانا تو نہ پڑے۔

رابعاً: اس قول خبیث کی خباثتیں کہاں تک گنیں کہ وُہ تو بلا مبالغہ کروڑوں کفریات کا خمیرہ ہے، ہاں وہ پوچ بے حقیقت گرہ کھولیں جو اس نے اپنا جادو پھونک کر لگائی اور حماقت سے بہت کرّی گتھی جانی، یہ چار طور پر ہے **بعضہا قریب من بعض**:

اوّل: ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علیحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفوں کا مذہب ہے، اہلسنت کے نزدیک انسانی حیوانی تمام جہان کے افعال اقوال اعمال احوال سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اوروں کی قدرت ایک ظاہری قدرت ہے جسے تاثیر وایجاد میں کچھ دخل نہیں تمام کائنات و ممکنات پر قدرت موثرہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے، تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبح، طاعت ہو یا عصیان، انسان سے جو کچھ واقع ہوگا وہ اللہ ہی کا مقدور اللہ ہی کا مخلوق ہوگا، اسی کی قدرت اسی کی ایجاد سے پیدا ہوگا، پھر کیونکر ممکن کہ انسان کو فعل قدرتِ الٰہی سے جُدا کرسکے جس کے لئے وزن برابر کرنے کو خدا کو خود اپنے لئے بھی کرسکنا پڑے، اس ضلالت و بدینی کی کوئی حد ہے مقاصد میں ہے:

فعل العبد واقع بقدرۃ اللہ تعالٰی انما للعبد الکسب والمعتزلۃ بقدرۃ	یعنی بندے کا ہر فعل اللہ تعالٰی ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے بندہ کا فقط کسب ہے اور معتزلہ وفلاسفہ

العبد صحة الحکماء ایجابا[4]۔	کہتے ہیں کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے ہوتا ہے، معتزلہ کے نزدیک امکانی طورپر کہ قدرت بندہ سے وقوعِ فعل ممکن ہے واجب نہیں اور فلاسفہ کے نزدیک وجوبی طورپر کہ تخلف ممکن نہیں۔

دوم: اندھے سے پوچھو انسان کو کس کے کذب پر قدرت ہے، اپنے یا خدا کے۔ ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذبِ انسانی پر نہ کہ **معاذاللہ** کذبِ ربّانی پر۔ اور شک نہیں کہ کذب انسانی ضرور قدرت ربانی میں ہے، پھر اگر کذب ربانی قدرت ربانی میں نہ ہُوا تو قدرت انسانی کیونکر بڑھ گئی، وہ کذب ربانی پر کب تھی اور جس پر تھی یعنی کذب انسانی، اسے ضرور قدرت ربانی محیط ہے، مگر خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے، دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر ہے، اور یہی لفظ بارگاہِ عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے اور نہ سوُجھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا اور اب خدا مراد ہو گیا، اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ اسی کی طرح کا کوئی کور باطن خیال کرے کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کر سکتا ہے تو چاہئے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کرسکے ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی، تو خدا کے لئے اور خدا درکار ہوا،

وھلم جرا الی غیر نہایۃ و غیر قرار، کذٰلك یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار۔	اور کھینچتا چل مالانہایۃ تک، یونہی اللہ تعالٰی ہر متکبر سرکش کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے (ت)

سوم: ہم پُوچھتے ہیں قدرتِ انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد ہے، آیا یہ کہ انسان کے مقدورات گنتی میں خدا کے مقدورات سے زائد ہو جائیں گے، یہ تو بداہۃً استحالہ کذب کو لازم نہیں کہ کذب و جملہ نقائص سرکار عزت کے لئے سرکار عزت کی قدرت میں نہ ہونے پر بھی اس کے مقدورات غیر متناہی ہیں اور انسان کتنی ہی ناپاکیوں پر قادر ہو آخر اس کے مقدورات محدود ہی رہیں گے اور متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی، ہاں یہ کہئے کہ ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کے زیر قدرت ہو اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ ہو محال ہے (اور بیشک ایسا ہی ہے) اسی کو زیادت قدرت سے تعبیر کیا ہے تو اب ہم دریافت کرتے ہیں یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا قدرتِ خدا سے ہوا یا قدرتِ خدا سے جدا، بر تقدیر اول وہ کون سی چیز نکلی جو انسان کے زیر قدرت تھی اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرت انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرت رحمٰن سے ہوا پھر زیادت کہاں، بر تقدیر دوم رحمٰن اگرچہ **معاذاللہ** اپنے کروڑ کذبوں پر قادر ہو وہ کذب اس کذب کے عین نہ ہوں گے جو انسان سے

[4] المقاصد مع شرح المقاصد الفصل الخامس دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۲۰

واقع ہُوا بلکہ کذب ہونے میں اس کے مثل ہوں گے اور مثل پر قدرت شے پر قدرت نہیں، وُہ خاص کذب انسانی جو قدرت انسانی سے واقع ہوا اسے صراحۃً قدرتِ خدا سے جدا کہہ رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان گنگوہی پر **معاذاللہ** واقع مان کر بھی وُہ کال تو نہ کٹا کہ ایک شیئ جو زیر قدرت انسانی تھی زیر قدرت رحمانی نہ ہوئی اس کی نوع مقدور خدا ہوئی نہ کہ خود وہ فرد، تو تو نے خدا اور انسان کو دربارہ کذب برابر کے دو عاجز مانا کہ نوع کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر ہے اور جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں۔ دہلوی کے بندو! اسی پر اس مسئلہ میں "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۠"[5] (بیشک اللہ تعالٰی ہر شیئ پر قادر ہے۔ت) پڑھتے اور کذب الٰہی محال جاننے والے مسلمانوں پر عجز ماننے کی تہمت رکھتے ہو، حالانکہ تم خود ہی وُہ ہو کہ خدا کو افراد مقدورہ عبد پر قادر نہیں مانتے جب تو وزن برابر کرنے کو امثال مقدورات عبد خود اس کے نفس کریم میں گھڑنا چاہتے ہو **قاتلکم اللہ** (اللہ تعالٰی تمھیں ہلاک کرے۔ت) کسی مذہب خبیث کی بھی تقلید چھوڑو گے یا سب میں سے ایک ایک حصّہ لوگے، یہ طوائف معتزلہ سے طائفہ جبائیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالٰی نفس مقدورات عبد پر قادر نہیں۔ مواقف میں ہے:

الجبائیة قالوا لایقدر علی عین فعل العبد[6] **الخ۔**	جبائیہ نے کہا کہ اللہ تعالٰی عین فعل عبد پر قدرت نہیں رکھتا الخ (ت)

ہم اہلسنّت کے نزدیک اللہ تعالٰی عین مقدورات عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اسی کی قدرت کاملہ سے واقع ہوتے ہیں اور ان کے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے امثال فعل صادر کراسکتا ہے، مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کردکھائے اس سے وُہ پاک و متعالی ہے، **سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون** (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت)

اس کی مثال یُوں سمجھو کہ زید وعمرو دونوں اپنی اپنی زوجہ عـــہ۱ کو طلاق عـــہ۲ دینے پر قادر ہیں مگر ایک دوسرے کی

عـــہ۱: یہ فہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر لکھا ہے ورنہ مخلوق میں کسی فعل بعینہٖ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہوسکتی کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا، پانی پینا یا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمرو سے صادر نہیں ہوسکتا اس کی نظیر اس سے صادر ہوگی ۱۲ منہ مد ظلہ

عـــہ۲: یعنی ایسی طلاق جس میں اصیل خود مختار ہو ۱۲ منہ

---

[5] القرآن الکریم ۱۶/ ۷۷

[6] المواقف مع شرح المواقف المرصد الرابع فی الصفات الوجودیۃ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۶۴

زوجہ کو طلاق عــــہ نہیں دے سکتا تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے، لیکن حق جل مجدہ دونوں پر قادر ہے کہ ان میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا وُہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہوگی تو اللہ تعالٰی زید و عمرو ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا، مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے؟ اس بے ایمانی کا ٹھکانہ ہے؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چہارم: یہ قضیہ بیشک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولٰی عزوجل قادر ہے وہ بقدرت ظاہر یہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقیہ ذاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے انسان کی قدرت ظاہر یہ صرف اس قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق و ایجاد میں اس کا حصہ نہیں وہ خاص مولٰی عزوجل کی قدرت ہے تو اس کلمہ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اسکے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہوگا مگر بقدرت خدا اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے، رحمٰن بھی خود اپنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے **سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون** (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت) اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا "**صحۃ الشیئ منہ**" ہے نہ کہ "**صحۃ الشیئ علیہ**"، اور صاف گھڑ لیا کہ "**ما یصح علی العبد یصح علی اللہ**" جو بندے پر جاری ہو سکے خدا پر بھی جاری ہو سکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت و شیطنت بے انتہا ہے،

"وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ۝۲۲۷" [7]	اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (ت)

دیوبندی اسے قطعی دلیل کہتا ہے، ہم ایک فائدہ عجیبہ بتائیں، میں کہتا ہوں ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے مگر کاہے پر، وہابیہ امام الوہابیہ کے ایک ایک قول ایک ایک فقرے ایک ایک حرف وہابیت کے ابطالِ صریح پر، اس حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر،

عــــہ: بمعنی مذکور ۱۲ منہ

[7] القرآن الکریم ۲۶ /۲۲۷

وُہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و رواہے وُہ ضرور فی الواقع حق و بجاہے ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے باطل کو صحیح مان لے، امام الوہابیہ نے اگرچہ اس کا کذب ممکن کہا مگر وُہ یُوں تھا کہ اس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اس کے خلاف کہے نہ یہ کہ خود اس کا علم ہی باطل و خلافِ حق ہو اس کے امکان کی اس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ امکان جہل عـــہ صراحۃً اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا کہ ایک بات معلوم نہ ہونا، نہ کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا، اس کا امکان ان سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک تو بحمداللہ تعالٰی یہ مقدمہ اجلی بدیہیات و اعلٰی ضروریات دین سے ہے، اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائیں کہ ان کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں کہ کسی دلیل کسی تعلیل، کسی استقراء، کسی تمثیل سے ان پر اعتقاد کرسکے ان کا اعتقاد محض بر بنائے کلام الٰہی تھا اب اس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطاء کی بات ہے، جانچ کاہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی ہی نہیں تو محض مہمل و بے ثبوت جاننا اور ان سب کا چھوڑ دینا لازم ہُوا کذب نے تو بات ہی میں شبہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیات معاد بلکہ خود اصل ایمان اعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سُنئے وہابیہ کے طور پر خدا کے لئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں ان کا امام صاف مان رہا ہے کہ جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے تو واجب ہُوا کہ خدا عورت سے نکاح بعدہ جماع بعدہ اس کے رحم میں اپنے نطفے کا ایقاع کرسکے ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہے گا، اور جب یہاں تک ہو لیا تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچّہ بنانے اور پیدا کرلانے میں کیا زہر گھُل گیا کہ ان سے عاجز رہے گا دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہے گا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حزم غیر مقلّد ظاہری المذہب مدعی عمل بالحدیث منہ بھر کر

عـــہ: مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر لزوم امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقص کیا تھا، مولوی محمود حسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے عقائد گنگوہی کے بیان و حمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۲۵ / اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا "چوری شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔" دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرئے شرابیں پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سے سب کچھ رواہے، اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سبحٰن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ۔

بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہوسکتا ہے، ملل ونحل میں کہتا ہے:

انه تعالٰی قادر ان یتخذ ولدا اذلو لم یقدر لکان عاجزا[8]	بیشک اللہ تعالٰی اس بات پر قادر ہے کہ اولاد رکھے کیونکہ اگر اس پر قادر نہ ہوا تو عاجز ہوگا (ت)

اس کا رد سبحٰن السبوح صفحہ ۳۴ و ۳۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحقِ عبادت ہوگا، قال اللہ تعالٰی:

"قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾"[9]	تم فرمادو کہ رحمٰن کے کوئی بچہ ہے تو سب سے پہلے اس کا پُوجنے والا میں ہوں۔

تو ثابت ہُوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحقِ عبادت ممکن ہیں، عقلی استحالہ تویُوں یا، رہا شرعی اس کے کھونے کو امکان کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچّی ہونی ضرور نہیں، جہل مرکب ممکن مانا گیا، تو پوری رجسٹری ہو جائے گی کہ ممکن کہ ادعائے توحید و مذمت شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بربنائے جہل مرکب وغلط فہمی ہو، اب لا الٰہ الّا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی، بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں تو یہ مقدمہ کہ "جس بات کا حق جاننا خدا پر روا ہے وُہ ضرور حق وبجا ہے۔" برہانی ایقانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی، اس کا نام مقدمہ ایمانیہ رکھئے۔

اب خلاف وہابیہ ووہابیت جو بات چاہئے فرض کرلیجئے خواہ وہ ہمارے موافق ہو یا ہمارے احکام سے بھی زائد مثلاً:

(۱) اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا۔

(۲) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انبٹھی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کھلے مرتد ہیں۔

(۳) جو کذبِ الٰہی ممکن کہے ملحد ہے۔

(۴) تقویۃ الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراطِ مستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نباحات انبوہی سب کفری بول نجس تراز بول ہیں، جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔

---

[8] الملل والنحل لابن حزم

[9] القرآن الکریم ۴۳ / ۸۱

(۵) جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔

(۶) ان سفہا اور اُن کے نُظرا تمام خبثا جنھوں نے شانِ اقدس وارفع رب العالمین و حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تنقیص کی، جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورب العزت جل جلالہ کے مقابل ان ملحدوں کی حمایت مروت رعایت کرے ان کی باتوں کی تحسین، توجیہ تاویل کرے وہ عدوِ خدا دشمنِ مصطفٰی ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۷) غیر مقلدین سب بے دین پکّے شیاطین پورے ملاعین ہیں۔

سات یہ اور سات ہزار اور، جو بات لو کیا انسان اس کا اعتقاد نہیں کرسکتا ہر شخص بداہۃً جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد عـــہ پر قادر ہے، یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورود محفوظ رکھئے کہ "اس امر کا اعتقاد انسان کرسکتا ہے"۔ مسلمانو! (اس) میں آپ کو اختیار رہا، ردّ وہابیہ کی جس بات کو چاہئے اس کا مشارالیہ بنائیے، اب اس مقدمہ بدیہیہ کو صغری کیجیے اور مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعوی ذلیل کہ "جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا کرسکتا ہے" اسے کبری بنائیے، شکل اوّل بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ "اس امر کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے" اب اس نتیجہ صغری کیجیے اور مقدمہ ایمانیہ کو کبری کہ "ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے قطعاً یقیناً حق ہے، شکل اول کا نتیجہ بدیہی ہوگا کہ یہ امر قطعاً یقیناً حق ہے، وہابیہ کو یہاں معارضہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقاید باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کرسکتا ہے تو خدا بھی کرسکتا ہے تو یہ بھی حق ہیں کہ مبنائے دلیل مقدمہ وہابیہ ہے اور وہ ان پر حجت کہ ان کا اور ان کے امام کا ایمان ہے، ہمارے نزدیک وُہ باطل محض ہے توکبری قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہوگا، اب کہئے مفر کدھر، تین ہی احتمال ہیں:

اول: مقدمہ ایمانیہ کا انکار کرو اور اپنے خدا کا جہل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو، جب تو قیامت وحشر ونشر وجنت ونار جملہ سمعیات اور خود اصل اصول دین لا الٰہ الا اللہ (پر ایمان کو استعفاء دو اور کھلے کافر بنو۔

دوم: اقرار کرو کہ مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل ذلیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود وملعون ومطرود تھا

عـــہ: ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہو حق ہوگی یا باطل، اور سب جانتے کہتے مانتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم جائز اور باطل کا اعتقاد حرام وممنوع، اور فرض وحرام وممنوع وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت ہو، یہی یہاں ملحوظ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

ہیہات اول تو اسے تمھارا دل کب گوارا کرے ؎

انی لکم الی الھدی تھویل　　قد اشرب فی القلوب اسمٰعیل

(تمھیں ہدایت کی طرف پلٹنا کہاں نصیب ہوگا، تحقیق تمھارے دلوں میں اسمٰعیل (کی محبت) رچ گئی ہے۔ت)

اور خدا کا دھرا سر پر، براہ ناچاری اس کے انکار پر آؤ بھی تو تمھارا خصم کب مانے وہ کہے گا میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے تو فریق کو اپنے مقدمہ مسلمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں، کما صرح عـــــہ بہ العلماء الکرام (جیسا کہ علماءِ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ت) ورنہ کوئی دلیل الزامی قائم ہی نہ ہوسکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بھاگنے کا رستہ کُھلا رہے کہ دلیل جس مقدمہ مسلمہ پر مبنی ہو اس سے انحراف کرجائے اور بالفرض وُہ بھی در گزر کرے تو کیا یہ اقرار نرے قول کی ضلالت پر اقتضاء ہوگا، نہیں نہیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ باری سبوح قدوس عزوجل کو ایسی شنیع ناپاک گالی کہ کروڑوں گالیوں پر مشتمل ہے دے کر صریح ضال مضل بے دین ہوا اور تم اور فلاں وفلانی اس کے سارے معتقدین بھی اس کی طرح گمراہ بددین ہوں۔

سوم اگر ان دونوں سے فرار کرو تو اب نہ رہا مگر یہ تیسرا کہ ان سب نتائج کو جو تمھارے امام ہی کے

عـــــہ: فی مسلم الثبوت و شرحہ فواتح الرحموت للمولی بحر العلوم لو تم ھذا لم یکن الدلیل الجدلی مفیدا للالزام اصلا اذ یمکن اعتراضہ بالخطاء فی تسلیم احدی المسلمات و لم تکن القضایا المسلمۃ من مقاطع البحث والکل باطل علی ما تقرر فی محلہ والحق ان المسلّمہ کالمفروض فی حکم الضروری لا یصح انکارہ فانکارہ اشد من الالزام[10] اھ باختصار ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت تصنیف مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں ہے کہ اگر یہ تام ہو جائے تو پھر دلیل جدلی بالکل مفید الزام نہ رہے گی کیونکہ ممکن ہوگا کہ خصم قضائے مسلمہ میں سے کسی کو خطا مان لے اور مسلمات بحث کے خاتمہ کا ذریعہ نہ رہینگے اور یہ سب باطل ہے جیسا کہ ہم اس کو اپنے محل میں ثابت کرچکے ہیں، اور حق یہ ہے کہ مسلّم، حکم ضرورۃ و بداہۃ میں مفروض سمجھا جاتا ہے جس کا انکار صحیح نہیں، پس اس کا انکار الزام سے شدید تر ہے اھ باختصار رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

[10] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مع بذیل المستصفٰی

گھر سے پیدا ہوئے حق جانو اور دہلوی عـــہ۱ اول و دہلوی عـــہ۲ آخر و گنگوہی و نانوی وانبیٹھی و تھانوی و دیوبندی اور خود اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور سارے غیر مقلدین سب کو کافر مرتد اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و معیار الحق وغیر تمام تصانیف وہابیہ کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس و بد مانو، فرمایئے ان میں کون سا آپ کو پسند ہے جسے اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر ونی یا کم از کم گمراہی و بد دینی کا اقرار کیجئے، کہو کچھ جواب فرماؤ گے یا آج ہی سے

"مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ "[11] (تمھیں کیا ہوا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں۔ت) کا رنگ دکھاؤ گے کیوں،

ھل ثوب الفجار ماکانوا یافکون والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔	کیا کچھ بدلہ فاجروں کو اس کا ملا جو وہ جھوٹ بولے تھے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور اللہ تعالٰی ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی اور ان کے تمام آل و اصحاب پر درود نازل فرمائے، اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم اتم واحکم ہے (ت)

عـــہ۱: اسمٰعیل ۱۲　　عـــہ۲: نذیر حسین ۱۲

---

[11] القرآن الکریم ۳۷ /۲۵و ۲۶